eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

OPEN ACCESS

شبیر انور
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ لسانیات وادبیات، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور
ڈاکٹر تحسین بی بی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور

**Shabir Anwar**
PhD Scholar, Dept. of Linguistics & Literature, Qurtaba University, Peshawar
**Dr. Tahseen Bibi**
Associate Professor, Dept. of Linguistics & Literature, Qurtaba University, Peshawar

# کلامِ نظیرؔ اکبر آبادی میں صنائع بدائع کا تجزیاتی مطالعہ

# An Analysis of Poetic Craft of Nazir Akbarabadi's Poetry

## Abstract:

Nazir Akbar Abadi is an eminent figure in Urdu poetry. He is the first public (Awami) Urdu poet. He put the foundation of Urdu poem (nazam) and led it to its climax. Apart from Nazam he was a great expert of Ghazal but, he is better known for Nazam. His poetry is peculiar for its mode, tone, rhythm, style and harmony which make Nazir diverse and distinct among other poets. Technically his poetry is multifarious, unique and diverse. He possesses an abundant vocabulary and that is the reason the skilfull use of rhetorics in their literal and contextual meaning (Sanaae Lafzi O Maanwi) is found in his poetry. The use of such technicalities makes his poetry menseful and fashioned. Avery splendid fusion of literal and contextual meaning is found in his poetry. Therefore, from technical perspective, the following Article explores such union of literal and contextual use of meaning (Sanaae Lafzi O Maanwi) in Nazir's poetry.

**Key Words:** Poetry, School of thought, Sareere Khama, Nawai Sarosh, Metagraphical, Myths, Kais, Laila, Traditions, Poetic Craft

**کلیدی الفاظ:** شاعری، دبستان، صریر خامہ، نوائے سروش، جزئیات نگاری، اساطیر، قیس، لیلیٰ، رسومات، صنائع بدائع

ہیئت اور موضوع کے لحاظ سے اردو شاعری کئی اصناف میں منقسم ہے۔ امیر خسرو سے لے کر عصر حاضر تک مختلف شعرا نے اپنے فطری میلان اور رجحان سے کسی مخصوص یا متفرق اصناف سخن میں طبع آزمائی کر کے مقدور بھر سرزمینِ سخن کی آبیاری کی۔ بعض شعرا کا نام کسی ایک صنف سخن سے منسوب ہوا تو کوئی ایک نے مختلف شعری اصناف میں اپنے فن کا لوہا منوایا۔ جس طرح مثنوی میر حسن اور دیا شنکر نسیم سے منسوب ہوئی، غزل ولی دکنی، میر تقی میر، مرزا غالب، مومن خان مومنؔ، حیدر علی آتش اور علامہ

اقبالؔ سے جب کہ مرثیہ انیسؔ اور دبیر سے معنون ہوا۔ اسی طرح نظم کا نام سنتے ہی ذہن میں نظیر اکبر آبادی کا نام گونجنے لگتا ہے کہ اس نے اردو نظم کی بِناڈالی اور اس کو نقطۂ عروج کی راہ دکھائی۔

نظیر اکبر آبادی اردو شاعری کا ایک معتبر نام ہے۔ نظیؔر اکبر آبادی کا فن نہ صرف نظم میں بلکہ غزل میں بھی یکتا ہے۔ ان کا کلام نظموں، غزلوں، رباعیات، قطعات اور متفرق اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ بہر حال شاعری میں بالخصوص نظم ان کی اور وہ نظم کی پہچان بن گئے۔ انھوں نے عام انسان کے ذہنی سطح پر آ کر اس کی نفسیات کو اپنی نظموں میں سمو دیا ہے۔ اس کی شاعری گھٹن زدہ ماحول میں تازہ ہوا کا جھونکا ہے، کیونکہ وہ گھسے پٹے الفاظ اور پامال مضامین کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اردو زبان و ادب کو انھوں نے نئی تراکیب اور الفاظ سے روشناس کر کے اس کا دامن وسیع کیا۔ اس بابت ڈاکٹر سید طلعت حسین نقوی لکھتے ہیں:

> "نظیؔر نے حسبِ ضرورت نئے نئے الفاظ وضع کیے۔ مترادفات تلاش کرنے میں انھیں بڑی قدرت تھی اور یہ کمال اُنھیں مختلف زبانوں میں یکساں حاصل تھا۔"(۱)

نظیؔر اکبر آبادی نے سب سے الگ راہ نکالی۔ اس نے کسی کی تتبع اور تقلید نہیں کی۔ نہ تو وہ دبستانِ دہلی سے متاثر ہوئے تھے اور نہ ہی دبستانِ لکھنو کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کا طرزِ ادا سب سے جداگانہ اور اسلوب بیان یگانہ ہے۔ وہ اپنے مکتب فکر و فن میں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ وہ اپنی ذات میں ایک جدا دبستان کی حیثیت رکھتے ہیں، جس کو "دبستانِ نظیؔر" کہا جاسکتا ہے۔ ان کا اپنا ایک مخصوص اُسلوب، لہجہ اور آہنگ ہے۔ اس بِنا پر نظیؔر کی شاعری سب شعراسے منفرد اور متنوع ہے۔ پروفیسر صادق زاہد کے مطابق:

> "نظیؔر اکبر آبادی نے اردو شاعری میں بے پناہ ذخیرۂ الفاظ استعمال کیا جس کی وجہ سے ہر قسم کے موضوع کے ادا کرنے کی بے بہا صلاحیت اردو زبان و ادب میں پیدا ہوئی۔ نظیؔر اکبر آبادی نے یہ سب مہارت اپنی جہاں گردی اور جہاں بینی کی وجہ سے حاصل کی۔"(۲)

فکری سطح پر نظیر اکبر آبادی پر بہت کام ہوچکا ہے لیکن اس کے کلام کا فنی لحاظ سے اتنا جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ انہوں نے شاعری میں حقیقت کا رنگ بھرا۔ اس کی شاعری میں فنی وفکری ہر دو لحاظ سے بوقلمونی، ندرت اور تنوع ہے۔ فنی وفکری لحاظ سے اس کا صریرِ خامہ نوائے سروش ہے۔ نظیر کی شاعری ذخیرہ الفاظ کا گنجینہ ہے۔ اس کی زبان دانی کا اندازہ اس کے ذخیرہ الفاظ اور جزئیات نگاری سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی شاعری میں صنائع لفظی ومعنوی کا فنکارانہ استعمال ملتا ہے۔ ان فنی لوازمات سے آمیختہ محاسن سے اس کی شاعری مزین ہے۔ نور فاطمہ اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "جن شاعروں کو مکمل طور پر جزئیات نگاری پر عبور حاصل ہوتا ہے وہ قدرتی طور پر صنائع و بدائع کو زیادہ کامیابی سے استعمال کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ مگر نظیؔر کے نقادوں نے عام طور پر ان کے شاعرانہ محاسن کا کم ذکر کیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نظیؔر شعوری طور پر تو محاسن کلام کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے مگر فطری انداز کے محاسنِ شاعری ان کے یہاں اپنے آپ پیدا ہو جاتے ہیں۔"(۳)

نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں صنائع لفظی ومعنوی کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ فنی لحاظ سے زیر نظر مضمون میں ان کی شاعری کی اسی جہت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

## نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں صنائع لفظی:

### تجنیس تام:

تام کے لغوی معنی مکمل، کامل، تمام اور پورا کے ہیں۔ شعر میں دو ایسے الفاظ کا موجود ہونا کہ جو اعراب، نقاط، طرز تحریر، حرکات وسکنات، ترتیب حروف، تلفظ، صورت، تعداد حروف اور املا کے لحاظ سے یکساں ہوں مگر بلحاظِ معنی مختلف ہوں اسے تجنیس تام کہا جاتا ہے۔ تجنیس تام کی دو قسمیں ہیں۔

### ا۔ تجنیسِ تام مماثل:

مماثل کے معنی برابر، مشابہ، نظیر اور مانند کے ہیں۔ کلام میں دو متجانس الفاظ کی مذکورہ یکسانیت( جو تجنیس تام کے ضمن میں بیان ہوئی ہے )کے ساتھ ساتھ اگر دونوں لفظ ایک ہی نوع کے حامل ہوں یعنی بااعتبار نوعیت بھی یکساں ہوں۔ نوع میں یکسانیت سے مراد یہ ہے کہ دونوں متجانس الفاظ حروف ہوں یا دونوں اسم ہوں یا دونوں فعل ہوں اور معنی میں مختلف ہوں تو اسے تجنیس تام مماثل کہتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کی شاعری سے تجنیس تام مماثل کی مثال:

محفل میں اپنی ہم کو جس دم وہ بار دے گا
اپنا نہال الفت اس دن ہی بار دے گا(۴)

مصرع اول میں لفظ بار کے معنی دخل اور رسائی کے ہیں اور مصرع ثانی میں لفظ بار بمعنی پھل اور ثمر کے ہیں۔ دونوں الفاظ اسم ہیں۔

### تجنیس تام مستوفیٰ:

متجانس الفاظ اگر نوع کے لحاظ سے باہم یکسانیت نہ رکھتے ہوں یعنی بلحاظ نوعیت ایک جیسے نہ ہوں بلکہ مختلف ہوں کہ ایک فعل ہو اور دوسرا اسم یا ایک فعل ہو اور دوسرا حرف یا ایک حرف ہو اور دوسرا اسم۔ اس کے علاوہ معنی میں بھی اختلاف رکھتے ہوں تو اس کو تجنیس تام مستوفیٰ کہتے ہیں۔کلامِ نظیر سے تجنیس تام مستوفیٰ کی مثال:

ہے منصفی تو یوں پرِ پروانہ پر لکھے
لکھنا اگر کسی کو ہو وصف جمالِ شمع(۵)

پہلا" پر "بمعنی پنکھ کے اسم ہے۔ دوسرا" پر "حرفِ ربط اور اوپر کا مخفف ہے۔

### تجنیس مرکب:

شعر میں دو ایسے متجانس الفاظ لانا کہ ایک لفظ مفرد ہواور اس کا متجانس لفظ دو لفظوں سے مل کر بنا ہو یعنی وہ دو متصل الفاظ سے ترکیب پاکر مرکب بن جائے اور اس مفرد لفظ کے جیسا بن جائے۔ الغرض تجنیس مرکب میں ایک لفظ مفرد جب کہ اس کا متجانس لفظ دو باہم متصل الفاظ کے اختلاط سے بنا ہوتا ہے۔ تجنیس مرفوء میں دو متجانس الفاظ میں ایک لفظ مفرد جب کہ اس کا دوسرا متجانس لفظ اپنے متصل لفظ کے کسی ایک حرف یا جُز سے مل کر اپنے

متجانس مفرد لفظ کی طرح بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں تجنیس مرکب اور تجنیس مرفوء میں دو باہم متجانس الفاظ کا تلفظ بھی یکساں ہونا لازمی ہوتا ہے۔نظیر کی شاعری سے تجنیس مرکب کی مثال:

اگر یہ کہیے کہ ہم ہیں بیکل ذرا گلے مل تو ہنس کے ظالم
دکھاوے ہیکل اٹھاکے، یعنی بلا سے میری، مجھے تو ہے کل(۶)

مصرع ثانی میں لفظ ہیکل مفرد ہے۔ ہیکل ایک قسم کا گلے میں پہننے کا ہار ہوتا ہے۔ اس میں تعویز رکھنے کے لیے خانے بنے ہوتے ہیں۔ اسے حمیل) حمائل (بھی کہتے ہیں۔ دوسرا" ہے کل "مرکب ہے۔" ہے "ہونا سے مشتق ہے بمعنی موجود اور حاضر کے جب کہ کل بمعنی اطمنان، چین، آرام، سکون اور قرار کے ہیں۔

## تجنیس محرف

جب شعر میں دو الفاظ ایسے لائے جائیں جو ترتیب حروف، تعداد حروف، املا، شکل، ہیئت، نوع اور نقاط میں یکساں ہوں لیکن اعراب ،حرکات وسکنات، صوت، تلفظ اور معنی کے اعتبار سے اختلاف رکھتے ہوں اسے تجنیس محرف کہا جاتا ہے۔نظیر کی شاعری سے مثال:

وہی ادھر ہے وہی اُدھر ہے، وہی زباں پر وہی نظر میں
جو جاگتا ہوں تو دھیان میں ہے جو سو گیا ہوں تو خواب میں ہے(۷)

"اِدھر "اور" اُدھر "میں تجنیس محرف ہے۔

## ترصیع

جب شعر کے مصرع اول کے سارے الفاظ ترتیب وار مصرع ثانی کے تمام لفظوں کے مقابل ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں تو اسے صنعتِ ترصیع کہتے ہیں۔نظیر کی شاعری سے مثال:

یا حاکم یا محکوم ہوئے یا عاقل یا معقول ہوئے
یا خادم یا مخدوم ہوئے یا جاہل یا مجہول ہوئے(۸)

دونوں مصرعوں کے باہم مقابل الفاظ ہم وزن اور ہم قافیہ ہیں۔

## مماثلت:

جب کسی شعر کے پہلے مصرعے کے تمام الفاظ بالترتیب دوسرے مصرعے کے سارے لفظوں کے مقابل ہم وزن ہوں تو اسے صنعت مماثلت کہتے ہیں۔ مماثلت اور ترصیع میں اصل اور بنیادی فرق بھی یہی ہے کہ مماثلت میں دونوں مصرعوں کے سارے مقابل لفظوں کا محض ہم وزن ہونا لازمی ہوتا ہے جب کہ ترصیع میں مصرع اولی کے کُل لفظوں کا مصرع ثانی کے سب الفاظ کے مقابل ترتیب وار ہم قافیہ اور ہم وزن ہونا علم بدیع کا قاعدہ ہے۔کلامِ نظیر سے صنعت مماثلت کی مثال:

عجب عشق کا رمز اور راز ہے
عجب عشق کا سوز اور ساز ہے(۹)

بالترتیب مصرعِ اول اور مصرع ثانی کے مقابل الفاظ ہم وزن ہیں۔

**عاطلہ:**

جب شعر کے دونوں مصرعوں یا کسی ایک مصرعے کے تمام الفاظ پر نقاط نہ ہوں تو اس کو صنعت مہملہ یا غیر منقوطہ یا عاطلہ کہتے ہیں۔نظیر کی شاعری سے مثال:

علی　کو　لحمک　لحمی　کہا　ہے
علی　کو　روحک　روحی　کہا　ہے(۱۰)

شعر کے سارے الفاظ بے نقط ہیں۔

**منقوطہ:**

جب کسی شعر کے تمام الفاظ نقطہ دار ہوں تو اسے صنعت منقوطہ کہتے ہیں۔ یہ صنعت عاطلہ کے برعکس ہے۔کلامِ نظیر سے مثال:

پانی　میں　تو　یہ　مرغ　آبی　ہیں
الغرض　جو　پڑے　شرابی　ہیں(۱۱)

شعر کے تمام الفاظ نقطہ دار ہیں۔

**واسع الشفتین:**

جب شعر میں تمام الفاظ ایسے آجائیں کہ ان کو پڑھتے ہوئے کسی بھی لفظ پر لب آپس میں نہ ملے یعنی پورے شعر کو پڑھتے ہوئے لب کھلے رہے تو اس کو واسع الشفتین کہتے ہیں۔الغرض شعر میں حروف" ب"،" پ "اور "م "کے نہ لانے کا التزام کرنا اس صنعت کا باعث بنتا ہے۔کلامِ نظیر سے مثال:

کہیں　شوخیاں　ہوں　گی　نازو　ادا　کی
کہیں　دیکھ　انہیں　غش　میں　آنا　رہے　گا(۱۲)

تمام شعر میں کسی بھی لفظ پر لب سے لب نہیں ملتے۔

**تنسیق الصفات:**

تسلسل اور تواتر سے کلام میں کسی شخص، فرد یا چیز کی صفات بیان کرنے کو تنسیق الصفات کہتے ہیں۔ صفات سے مراد مدح اور ذم دونوں ہیں۔ یہ لازمی اور ضروری نہیں کہ ان صفات سے خوبیاں ہی مراد لی جائے بلکہ خامیاں بھی ہوسکتی ہیں۔نظیر کی شاعری سے مثال:

جبیں　مہتاب،　آنکھیں　شوخ،　شیریں　لب،　گہر　دنداں
بدن　موتی،　دہن　غنچہ،　ادا　ہنسنے　کی　پیاری　ہے(۱۳)

تشبیہاتی انداز میں معشوق کے مختلف اعضا کی صفات کو بیان کیا گیا ہے۔

# نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں صنائع معنوی

## صنعت طباق:

اس کو تطبیق، تکافو، مطابقت اور تضاد بھی کہتے ہیں۔ شعر میں دو یا اس سے زائد ایسے الفاظ کا موجود ہونا جو باہم متضاد معنی والے ہوں تو یہ صنعت بنتی ہے۔ صنعت طباق کی دو اقسام ہیں۔

## طباق ایجابی:

شعر میں دو ایسے لفظوں کو لانا کہ جو ایک دوسرے کے متضاد ہوں لیکن ان میں حرفِ نفی نہ لانے کی شرط ہے جیسے سونا اور جاگنا، بہار اور خزاں، غم اور خوشی وغیرہ۔ نظیر کی شاعری سے مثال:

مجھ کو پہنچا ہی جانو اپنے پاس
آج، کل، شام یا سحر پہنچا(۱۴)

"آج "اور" کل "صبح اور شام باہم متضاد الفاظ ہیں۔

## طباق سلبی:

کسی شعر میں ایک ہی مصدر سے مشتق دو ایسے لفظوں کو لانا کہ جن میں ایک لفظ مثبت اور دوسرا منفی مستعمل ہو یعنی دو مثبت الفاظ میں سے ایک کے ساتھ حرف نفی ( نہ، نہیں، نا ) لگا کر اس دوسرے لفظ کا منفی اور متضاد بنایا گیا ہو تو اسے صنعتِ طباق سلبی کہتے ہیں۔ کلامِ نظیر سے مثال:

ہم دیکھ تجھے ہیں شاد ہوتے
تو ہم کو کرے ہے غم سے نا شاد(۱۵)

"شاد "اور" ناشاد "میں تضاد سلبی ہے۔

## مراعاۃ النظیر:

شعر میں ایک دوسرے سے متعلق اور مناسبت رکھنے والی مماثل چیزوں کو اکٹھا کرکے تذکرہ کرنا کہ باہم ان اشیامیں تخالف، تقابل اور تضاد نہ ہو بلکہ ان کے مابین کسی ایک نسبت سے مماثلت، موافقت، مشابہت اور مطابقت ہو۔ اس صنعت کو تناسب، ایتلاف، تلفیق اور توفیق بھی کہا جاتا ہے۔ نظیر کی شاعری سے مثال:

شیشہ و ساقی و ساغر سبھی حاضر ہیں نظیر
مے کشی کیجیے اب دیر ہے کیا ، بسم اللہ(۱۶)

شیشہ، ساقی، ساغر اور مے کشی میں مراعات النظیر ہے۔

## لف ونشر:

لغت کی رو سے" لف "بمعنی لپیٹنا، تہ کیا ہوا اور لپٹا ہوا کے ہیں اور نشر کے معنی اشاعت، بکھیرنا اور پھیلانا کے ہیں۔ پہلے جن چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے وہ" لف "جب کہ ان سے مناسبت اور تعلق رکھنے والی اشیا کو" نشر "کہتے ہیں۔ الغرض شعر کے پہلے مصرعے میں چند چیزوں کا تذکرہ کرکے مصرع ثانی میں ان مناسبات کا بغیر کسی تعین کے

لانے کو صنعت لف ونشر کہتے ہیں۔ لف ونشر اور تشابہ الاطراف میں یہ فرق ہے کہ لف ونشر میں مناسبات کو ڈھونڈنا ہوتا ہے جب کہ تشابہ الاطراف میں یہ واضح ہوتے ہیں۔ اس طرح صنعتِ تقسیم میں متعلق چیزوں اور مناسبات کا تعین کرتے ہیں۔کلامِ نظیر سے مثال:

حسن اور عشق کیا ہیں یہ بھی ہیں
خطفۂ برق و قطرہ سیماب(۱۷)

حسن کی مناسبت سے خطفۂ برق اور عشق کی مناسبت سے قطرہ ٔسیماب آیا ہے۔

## صنعتِ جمع:

شعر میں چند اشیا کا کسی ایک بات یا حکم میں جمع کرنا چاہے ان چیزوں میں کوئی نسبت ہو یا نہ ہو یعنی جن چیزوں کو اکٹھا کیا گیا ہو باہم ان میں مناسبت کی شرط نہیں ہوتی۔ المختصر کلام میں کئی چیزوں کو لاکر ان پر کسی ایک حکم یا بات کا لاگو کرنا صنعتِ جمع کہلاتی ہے۔نظیر کی شاعری سے مثال:

گرایا، شور کیا، گالیاں دیں، دھوم مچی
عجب طرح کی ہوئی واردات کوٹھے پر(۱۸)

گرانے، شور کرنے، گالیاں دینے اور دھوم مچانے کو کوٹھے پر واردات ہونے کے تحت جمع کیا گیا ہے۔

## حسنِ تعلیل:

حُسن کے معنی عمدگی اور خوبی کے ہیں۔ تعلیل بمعنی وجہ اور علّت کے ہیں۔ جب کسی شعر میں شاعر اپنی قوتِ متخیلہ سے کسی حالت، امر یا چیز کی بابت ایسی وجہ اور علت بیان کرے جو در حقیقت ایسا نہ ہو لیکن فنکارانہ چابک دستی سے شاعر نے اسے تخیل سے آمیختہ کرکے مسحور کن اسلوب میں بیان کیا ہو کہ اس بات پر یقین کرنے ہی میں مزہ آئے تو اس کو حسن التعلیل یا حسنِ تعلیل کہتے ہیں۔سخن نظیر سے مثال:

آگیا جب بزم میں وہ شعلہ رُو
شمع تو بس ہوگئی جل کر تلف(۱۹)

شمع کا جل کر تلف ہونا کسی کے بزم میں آنے یا جانے سے نہیں ہوتا۔ وہ خود اپنی آگ میں جل کر ختم ہوجاتی ہے۔ اب شمع کا جل کر تلف ہونے کا سبب شعلہ رُو (محبوب) کے بزم میں آنے کو قرار دینا حسن التعلیل ہے۔

## صنعتِ عکس:

عکس کے لغوی معنی لوٹنا اور الٹنا کے ہیں۔ اصطلاحِ علم بدیع میں کسی شعر میں چند الفاظ، کوئی جُز، حصے یا پورے شعر کے لفظوں میں باہم تغیر وتبدل اور اُلٹ پھیر کرنا کہ پہلے آنے والے الفاظ بعد میں اور بعد میں آنے والے الفاظ پہلے آکر نئی معنی دینے لگے۔ اس میں کسی شعر کا ایک مصرع الفاظ کے جس ترتیب سے بنا ہوتا ہے اسی ترتیب کو مبدل کرکے دوسرا مصرع بنایا جائے تو یہ پورا شعر صنعتِ عکس میں ہوتا ہے۔ اگر کسی ایک مصرعے میں چند

لفظوں کا ادل بدل کیا جائے یا آدھے مصرعے کے الفاظ کے ہیر پھیر سے باقی آدھا مصرع بنایا جائے تو اسے صنعتِ عکس کہتے ہیں۔کلامِ نظیر سے مثال:

ترقی میں تنزل ہے، تنزل میں ترقی ہے
اندھیرے میں اُجالا ہے، اجالے میں اندھیرا ہے[۲۰]

مصرع اول کے نصف تک کے الفاظ باقی کے آدھے مصرعے میں موجود اور معکوس ہیں۔ اسی طرح مصرع ثانی میں آدھے مصرعے کے الفاظ نے منعکس ہوکر باقی کے نیم مصرعے کی تکمیل کی ہے۔

### ایراد المثل:

کسی شعر میں کہاوت، مقولے یا ضرب المثل کو منظوم برتنا ایراد المثل یا ارسال المثل کہلاتی ہے۔ شعر میں جس مثل کو باندھی جائے خواہ وہ اردو کی ہو، عربی کی ہو، ہندی کی ہو یا چاہے فارسی کی ہو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اس صنعت کے لیے کوئی ایسا قاعدہ اور شرط نہیں ہے کہ وہ مثل متعلقہ زبان سے ہی ہوگی۔سخنِ نظیر سے مثال:

غور سے دیکھا تو اب وہ یہ مثل ہے اے نظیر
باپ نے پدڑی نہ ماری بیٹا تیر انداز ہے[۲۱]

مصرعِ ثانی میں مثل" باپ نہ مارے پدڑی، بیٹا تیرانداز "لائی گئی ہے۔ جب ڈرپوک باپ کی اولاد شیخی مارے اس موقع پر یہ مثل کہی جاتی ہے۔ یعنی باپ تو بزدل اور ڈرپوک تھا اور بیٹا بہادر بنا پھرتا ہے۔

### تلمیح:

لغت کی رو سے تلمیح کے معنی طائرانہ، سرسری اور اچٹتی نگاہ ڈالنا کے ہیں۔ جب شاعر کسی شعر میں مشہور شخصیت، چیز، جگہ، قرآنی آیت، داستان، حدیث، علمی اصطلاح، مذہبی اعتقادات وقصص، مثل، روایات، رسومات، اساطیر، تاریخی واقعات، رومانوی کردار وغیرہ کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اصطلاحِ بدیع میں اسے صنعتِ تلمیح کہتے ہیں۔ تلمیح میں خیالی اور فرضی مخلوق، کردار، جانور اور پرندے بھی مشمول ہیں۔ کسی بھی تلمیح کا پس منظر جانے بغیر شعر کی تشریح ناممکن ہوتی ہے۔نظیر کے کلام سے مثل:

تو پھر اس کوہ وصحرا میں عجب دھومیں مچا ڈالیں
کبھی فرہاد کو گھیرا، کبھی مجنوں کو جا مارا[۲۲]

مصرع ثانی میں دو روایتی عشاق کی تلمیحات آئی ہیں۔ فرہاد جس کو کوہکن بھی کہا جاتا ہے شیریں کا عاشق تھا۔ مجنوں کا اصل نام قیس تھا اور وہ لیلیٰ پر فدا تھا۔

نظیر اکبر آبادی نے اپنی شاعری میں فکری لوازمات کے ساتھ ہی فنی محاسن بالخصوص صنائع لفظی ومعنوی کا استعمال نہایت خوبصورتی سے کیا ہے۔ان کے یہاں محاسنِ شاعری فطری انداز سے اپنے آپ پیدا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں حقیقت کا رنگ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اس کی شاعری میں فنی وفکری ہر دو لحاظ سے بوقلمونی، ندرت اور

تنوع موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں صنائع لفظی ومعنوی کا حسین امتزاج ملتا ہے۔جو اردو شاعری میں ان کی پہچان کا ایک بڑا حوالہ ہے۔

*******

# حوالہ جات


1. طلعت حسین نقوی، سید، ڈاکٹر، نظیر اکبر آبادی کے کلام کا تنقیدی مطالعہ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی، 1990ء، ص478
2. صادق زاہد، پروفیسر، مقدمہ کلیات نظیر اکبر آبادی، دارالشعور لاہور، 2012ء، ص20
3. نور فاطمہ، "نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں جزئیات نگاری" مشمولہ نظیر اکبر آبادی ایک منفرد شاعر، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، 2010ء، ص350، 351
4. نظیر اکبر آبادی، کلیاتِ نظیر (جلد اول)، بک ٹاک لاہور، 2014 ء، ص90
5. ایضاً، ص191
6. ایضاً، ص203
7. نظیر اکبر آبادی، کلیات نظیر (جلد اول)، بک ٹاک لاہور، 2014 ء، ص282
8. نظیر اکبر آبادی، کلیات نظیر (جلد دوم)، بک ٹاک لاہور، 2014 ء، ص170
9. نظیر اکبر آبادی، کلیاتِ نظیر (جلد اول)، بک ٹاک لاہور، 2014 ء، ص609
10. ایضاً، ص658
11. نظیر اکبر آبادی، کلیاتِ نظیر (جلد دوم)، بک ٹاک لاہور، 2014 ء، ص238
12. نظیر اکبر آبادی، کلیاتِ نظیر (جلد اول)، بک ٹاک لاہور، 2014 ء، ص78
13. ایضاً، ص294
14. ایضاً، ص35
15. ایضاً، ص540
16. ایضاً، ص266
17. ایضاً، ص127
18. ایضاً، ص171
19. ایضاً، ص195
20. ایضاً، ص274
21. ایضاً، ص323
22. ایضاً، ص28

# References

1. Talat Hussain Naqvi, Syed, Dr. Nazeer Akbar Abadi k kalam ka tanqeedi mutalea. Delhi: Educational Publishing House.1990. P 478.
2. Sadiq Zahid. Muqaddama e kulliat e Nazeer Akbar Abadi. Lahore: Darul Shaour. 2012. P 20.
3. Noor Fatima. Nazeer Akbar Abadi Ki Shairi Mai Juzyat Nigari. Icluded: Nazeer Akbar Abadi Eik Munfarid Shair. New Delhi: Ghalib Institute. 2010. P 350-351.
4. Nazeer Akbar Abadi. Kulliat E Nazeer (Vol.1). Lahore: Book Talk. 2014. P 90.
5. Ibid. P 191.
6. Ibid. P 203.
7. Nazeer Akbar Abadi. Kulliat E Nazeer (Vol. 1). P 282.
8. Nazeer Akbar Abadi. Kulliat E Nazeer (Vol. 2). P 170.
9. Nazeer Akbar Abadi. Kulliat E Nazeer (Vol. 1). P 609.
10. Ibid. P 658.
11. Nazeer Akbar Abadi. Kulliat E Nazeer (Vol. 2). P 238.
12. Nazeer Akbar Abadi. Kulliat E Nazeer (Vol. 1). P 78.
13. Ibid. p 294.
14. Ibid. p 35.
15. Ibid. P 540.
16. Ibid. P 266.
17. Ibid. P 127.
18. Ibid. P 171.
19. Ibid. P 195.
20. Ibid. P 274.
21. Ibid. P 323.
22. Ibid. P 28.